آیاتہا ۱۱ سُوْرَۃُ الضُّحٰی مَکِّیَّۃٌ ۹۳ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾ وَ لَلْاٰخِرَۃُ
خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ؕ﴿۴﴾ وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ؕ﴿۵﴾ اَلَمْ یَجِدْکَ
یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۪﴿۶﴾ وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی ۪﴿۷﴾ وَ وَجَدَکَ عَآئِلًا
فَاَغْنٰی ؕ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ؕ﴿۱۰﴾ وَ اَمَّا
بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

’’قسم ہے روز روشن کی۔ اور رات کی جب وہ سکون کے ساتھ چھا جائے۔ نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا۔ اور یقیناً ہر آنے والی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے (بدرجہا) بہتر ہے۔ اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ کیا اس نے نہیں پایا آپ کو یتیم پھر (اپنی آغوش رحمت میں) جگہ دی۔ اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ اور اس نے آپ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا۔ پس کسی یتیم پر سختی نہ کیجئے۔ اور جو مانگنے آئے اس کو مت جھڑکیے۔ اور اپنے رب (کریم) کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے‘‘۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۃ وَالضُّحٰی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوالحسن البزی المقری رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ میں نے عکرمہ بن سلیمان کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے اسماعیل بن قسطنطین پر قرآن کریم پڑھا۔ جب میں وَالضُّحٰی پر پہنچا تو انہوں نے کہا: ہر سورت کے خاتمہ پر تکبیر کہنا یہاں تک کہ تو ختم کر لے۔ کیونکہ میں حضرت عبداللہ بن کثیر کے پاس قرآن کریم پڑھا۔ جب میں وَالضُّحٰی پر پہنچا تو انہوں نے کہا تکبیر کہو۔ یہاں تک کہ تو ختم کرتے اور عبداللہ بن کثیر نے انہیں یہ بتایا کہ انہوں نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قرآن کریم پڑھا تو انہوں نے بھی انہیں اسی طرح کا حکم دیا۔ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں یہ بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی انہیں یہی حکم دیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں یہ اطلاع دی کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اسی طرح کا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دار الفکر بیروت

حکم دیا تھا۔ اور انہوں نے انہیں یہ بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اسی طرح فرمایا تھا۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو دو یا تین راتیں آپ نے قیام نہ فرمایا۔ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے محمد! (ﷺ) میں تیرے شیطان کے بارے یہ خیال کرتی ہوں کہ اس نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔ ہم نے اسے دو یا تین راتوں سے آپ کے قریب نہیں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۔(1)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آنے میں دیر کر دی تو مشرکین نے کہا: یقیناً محمد (ﷺ) کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۔(2)

امام طبرانی نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آنے سے رک گئے۔ تو آپ ﷺ کے چچا کی بیٹیوں میں سے کسی نے کہا: میں خیال کرتی ہوں کہ آپ کے صاحب آپ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ تب یہ آیات نازل ہوئیں: وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ اور آپ کے یہ الفاظ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلی مبارک پر پتھر لگا۔ تو فرمایا: تو انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہی تجھے یہ تکلیف پہنچی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دو یا تین راتیں قیام نہ فرمایا۔ تو ایک عورت نے آپ سے کہا: میں یہ خیال کرتی ہوں کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔ تب وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى تک آیات نازل ہوئیں۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: جب سورۂ لہب کی یہ آیات نازل ہوئیں تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۙ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۙ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ تو ابولہب کی بیوی کو بتایا گیا کہ محمد (ﷺ) نے تیری ہجو کی ہے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی آپ ﷺ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا اے محمد (ﷺ) تم کس بناء پر میری ہجو کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: قسم بخدا! بلاشبہ میں نے تیری ہجو نہیں کی۔ بلکہ تیری ہجو تو اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ تو اس نے کہا: کیا تم نے مجھے لکڑیاں اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے یا تم نے میری گردن میں بندھی ہوئی رسی دیکھی ہے؟ پھر وہ چلی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے چند دن گزارے۔ آپ پر وحی نازل نہ ہوئی۔ پھر وہ آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی میرا تو خیال ہے تیرے صاحب نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور وہ تجھ سے ناراض

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 738، قدیمی کتب خانہ کراچی 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 279، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 170، وزارت تعلیم اسلام آباد

ہو گیا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل فرمائیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: میرا یہ گمان ہے کہ آپ کا رب آپ سے ناراض ہو گیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل فرمائیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آنے میں کچھ دیر کردی۔ تو آپ ﷺ بہت زیادہ مضطرب اور پریشان ہو گئے۔ تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میرا گمان ہے آپ کا رب آپ سے ناراض ہے۔ اسی وجہ سے وہ آپ کا اضطراب دیکھ رہا ہے۔ تب سورۂ والضحیٰ آخر تک نازل ہوئی۔(3)

امام حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ سے وحی مؤخر ہوئی تو اس سبب سے آپ گھبرا گئے۔ تو میں نے جب آپ ﷺ کے اضطراب اور پریشانی کو دیکھا تو میں نے کہا: آپ کا رب آپ سے ناراض ہے، اس وجہ سے وہ آپ کے اضطراب کو دیکھ رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا: مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔(4)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عوفی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر قرآن کریم نازل ہو رہا تھا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کچھ دنوں کے لیے آپ سے رک گئے۔ تو اس سبب سے آپ کو عار دلائی گئی اور مشرکین نے کہا: ان کے رب نے انہیں چھوڑ دیا ہے اور وہ ان سے ناراض ہو گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا: وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جب وہ آ جائے۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اسی طرح مرسل روایت حضرت قتادہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے نقل کی ہے۔(6)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَالضُّحٰى فرمایا: مراد دن کی ساعتوں میں سے ایک ساعت ہے (یعنی چاشت کے وقت کی قسم) وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى اور رات کی قسم جب وہ لوگوں کے ساتھ پرسکون ہو جائے (یعنی وہ سکون کے ساتھ چھا جائے)۔(7)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 573 (3945)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 280، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 667 (4214)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 280 6۔ ایضاً

7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 435 (3634)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اِذَا سَجٰی کا معنی ہے اذا استوی۔ جب وہ چھا جائے۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے جب وہ لوگوں کو چھپا لے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِذَا سَجٰی کا معنی ہے جب وہ آ جائے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی کا معنی ہے: قسم ہے رات کی جب وہ آ جائے اور ہر شے کو ڈھانپ لے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بیان کیا ہے کہ اِذَا سَجٰی جب وہ چلی جائے۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا۔ وَ مَا قَلٰی اور نہ ہی اس نے آپ کو مبغوض قرار دیا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے مسند میں، طبرانی اور ابن مردویہ نے ام حفص سے اور انہوں نے اپنی ماں سے روایت کیا ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس میں کتے کا چھوٹا سا بچہ داخل ہوا اور چارپائی کے نیچے چلا گیا اور وہیں مر گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار دن تک انتظار کرتے رہے، آپ پر وحی نازل نہ ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خولہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کیا ہوا؟ جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس نہیں آ رہے۔ تو میں نے عرض کی۔ یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دن ہم پر ایسا نہیں آیا جو ہمارے لیے آج کے دن سے بہتر ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کملی اٹھائی، اسے پہنا اور باہر تشریف لے گئے۔ تو میں نے دل میں سوچا (کتنا اچھا ہے) اگر میں گھر کو تیار کر دوں اور اس سے جھاڑ وپھیر لوں۔ چنانچہ میں جھاڑو لے کر چارپائی کے نیچے داخل ہو گئی۔ اچانک ثقیل اور بھاری شے محسوس ہوئی۔ میں جھاڑو پھیرتی رہی یہاں تک کہ کتے کا مردہ بچہ مجھے مل گیا۔ پس میں نے اسے اپنے ہاتھ سے اٹھایا اور گھر کے پیچھے پھینک دیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کی ریش مبارک کانپنے لگی۔ جب آپ پر وحی کا نزول ہوتا تھا تو آپ پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: اے خولہ! مجھے چادر اوڑھا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر سورہ والضحی آخر تک نازل فرمائی۔(5)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر وہ پیش کیا گیا ہے جو میرے بعد میری امت کے لیے کھولا گیا ہے اور اس نے مجھے خوش کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰی۔(6)

امام ابن ابی حاتم، عبد بن حمید، ابن جریر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی اور ابونعیم دونوں نے دلائل میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 278، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 435 (3635)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 277

4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 79-278

5۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 92 (11497)، دارالفکر بیروت

6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 293 (11499)

سب کچھ دکھلا دیا گیا جو مشقتیں اور تکالیف آپ کے بعد آپ کی امت سے دور کی جائیں گی۔ تو آپ ﷺ اس سے انتہائی خوش ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جنت میں موتیوں کے ہزار محل عطا فرمائے گا جن کی مٹی کستوری کی ہوگی اور ہر محل میں آپ ﷺ کی خواہش اور چاہت کے مطابق ازواج اور خدام ہوں گے۔ (1)

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی رضا تو یہ ہے کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہو۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی رضا یہ ہے کہ آپ کی ساری امت جنت میں داخل ہو۔ (3)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تلخیص المتشابہ میں ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء راضی نہ ہوں گے، جب تک کہ آپ کی امت کا ایک فرد بھی جہنم میں ہوگا۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے بارے میں ارشاد ربانی تلاوت کیا۔ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ (ابراہیم:36)

اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ (المائدہ 118) الآیہ۔ اور پھر اپنے دست مبارک اٹھائے۔ اور عرض کی "اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَبَکٰی" (اے اللہ! میری امت، میری امت (تو اس کی مغفرت فرمادے) اور پھر آپ رونے لگے تو یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل! میرے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جا اور انہیں کہہ دے: بلاشبہ ہم تمہیں آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے۔ آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔

امام ابن منذر، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت حرب رحمۃ اللہ علیہ بن شریح کی سند سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے کہا: آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ شفاعت جس کے بارے گفتگو ہو رہی ہے اہل عراق بھی اس کا حق رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں قسم بخدا! میرے چچا حضرت محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" میں اپنی امت کے لیے شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھے ندا دے گا اے محمد! (ﷺ) کیا آپ راضی ہیں؟ تو میں عرض کروں گا: ہاں اے میرے پروردگار! میں راضی ہوں" "اَشْفَعُ لِاُمَّتِیْ حَتّٰی یُنَادِیْنِیْ رَبِّیْ اَرَضِیْتَ یَا مُحَمَّدُ؟ فَاَقُوْلُ: نَعَمْ یَا رَبِّ رَضِیْتُ" پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے گروہ اہل عراق! بے شک تم کہتے ہو کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ امید افزاء یہ آیت ہے: یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا (الزمر:

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 292 (11498)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 281، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 164 (1445)، دار الکتب العلمیہ بیروت

53) میں نے کہا: بلاشبہ ہم یہی کہتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: ہم تمام کے تمام اہل بیت یہ کہتے ہیں: کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ امید افزا آیت یہ ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اور یہ شفاعت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے ارشاد ربانی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد شفاعت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ہم اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دنیا پر آخرت کو پسند فرمایا ہے اور چن لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔

امام عسکری نے مواعظ میں، ابن مردویہ، ابن لال اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ چکی پیس رہی تھیں اور آپ پر اونٹ کی اون کی چادر تھی۔ جب آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: اے فاطمہ! (رضی اللہ عنہا) جلدی کرو اور دنیا کی مشقت اور تکلیف کو کل آخرت کی نعمتوں کے لیے برداشت کرو۔ سو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کو تمہارے درمیان نہیں رہنے دے گا مگر تھوڑا سا وقت اس لیے کہ وہ وہی ان کے لیے بہتر اور خیر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں مراد قیامت کا دن ہے (یعنی قیامت کے دن آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے) اور وہ جنت ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت موسیٰ بن علی بن رباح رضی اللہ عنہ اور اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بھی تشریف فرما تھے۔ تو حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو طالب کے اشعار میں سے ایک شعر بیان کیا اور کہا: اگر حضرت ابو طالب اس کیفیت کو ملاحظہ فرماتے جتنی آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں نعمتیں اور عزتیں عطا فرمائیں ہیں تو وہ یقیناً جان لیتے کہ ان کا بھتیجا سردار ہے اور خیر کثیر لے کر آیا ہے۔ تو اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ اس دن بھی سردار اور کریم تھے یقیناً آپ خیر کثیر لے کر آئے۔ تو حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یتیم اس لیے فرمایا کہ آپ ﷺ اپنے والدین کی نسبت سے یتیم تھے۔ اور عائل (حاجت مند) اس لیے کہا کہ جو کچھ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 281، دار احیاء التراث العربی بیروت

(ظاہری سامان) عربوں کے پاس تھا اس کی نسبت سے آپ تنگ دست تھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو یثرب سے کھجوریں لانے کے لیے بھیجا۔ حضرت عبداللہ فوت ہو گئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کے زیر پرورش رہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحہم اللہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی ہے میں نے اپنے رب سے ایک سوال عرض کیا اور میں نے پسند یہ کیا کہ میں اس سے سوال نہ کرتا۔ میں نے عرض کی: مجھ سے پہلے جو انبیاء علیہم السلام ہوئے ہیں ان میں سے وہ بھی ہے جس کے لیے ہوا مسخر کی گئی اور وہ بھی جو مردوں کو زندہ کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں نے آپ کو یتیم نہیں پایا اور پھر آپ کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دی؟ کیا میں نے آپ کو حاجت مند نہیں پایا۔ پھر میں نے آپ کو غنی کر دیا؟ کیا میں نے آپ کے لیے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا؟ کیا میں نے آپ سے آپ کا بوجھ اتار نہیں دیا؟ کیا میں نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند نہیں کیا؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں اے میرے پروردگار! یہ درست ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے کچھ سوال کیے حالانکہ میری پسند یہ ہے کہ میں اس سے سوال نہ کرتا۔ میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! تمام انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر تو نے سلیمان علیہ السلام کا ہوا کی نسبت سے ذکر کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورت وَالضُّحٰی نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا رب مجھ پر احسان فرما رہا ہے اور میں اس اہل ہوں کہ میرا رب مجھ پر احسان فرمائے (3)۔ واللہ اعلم۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گمراہوں کے درمیان پایا اور آپ کو ان کی گمراہی سے بچا لیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا کا معنی ہے: اور اس نے آپ کو فقیر پایا۔ اور انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں اس طرح ہے "وَوَجَدَكَ عَدِیْمًا فَاٰوٰی" اور آپ کو فقیر پایا تو اپنی پناہ میں لے لیا۔(4)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 187، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 455 (13921)، دار الفکر بیروت
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 264 (8135)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 282، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قرات میں ہے: ''وَوَجَدَكَ عَدِيمًا فَاغْنىٰ'' اور آپ کو فقیر پایا تو آپ کو غنی کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ فرمایا: پس کسی یتیم کو حقیر نہ جانیے۔ یہ بھی ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مصحف میں یہ لفظ اس طرح ہے ''فَلَا تَكْهَرْ'' پس کسی یتیم کو حقیر جان کر اس پر سختی نہ کیجئے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: آپ کسی یتیم پر ظلم وزیادتی نہ کیجئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کسی یتیم پر ظلم نہ کیجئے۔(2)

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ فرمایا: آپ یتیم کے لیے رحیم وشفیق باپ کی طرح ہو جائیے۔ وَ اَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ اور سائل کا جواب رحمت ونرمی کے ساتھ دیجئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے وَ اَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جو اپنے دین کے بارے سوال کرنے کے لیے آپ کے پاس حاضر ہو آپ اسے نہ جھڑکیے۔ واللہ اعلم۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ فرمایا: آپ کے رب نے نبوت کی صورت میں جو نعمت آپ کو عطا فرمائی ہے اس کا ذکر فرمایا کیجئے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ہی یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ کے رب نے آپ کو قرآن کریم کی صورت میں جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کا ذکر فرمایا کیجئے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مقسم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے ملا اور آپ سے مصافحہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا: ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہونا مومن کا مصافحہ ہے۔ میں نے عرض کی: مجھے ارشاد باری تعالیٰ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے بارے بتائیے۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے ایک مومن آدمی نیک عمل کرتا ہے اور اس کے بارے اپنے گھر والوں کو بتاتا ہے۔ میں نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی پہلی یا دوسری؟ تو انہوں نے فرمایا: دوسری۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تو کوئی اچھا کام کرے تو اپنے بھائیوں کے سامنے اس کا تذکرہ کر۔

ابن جریر نے ابونضرہ سے یہ بیان کیا ہے کہ مسلمان یہ جانتے ہیں کہ نعمت کا شکر یہ ہے کہ اس کا تذکرہ کیا جائے۔(4)

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں ضعیف سند کیساتھ حضرت انس بن بشیر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 282، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 283　4۔ ایضاً

رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: جس نے قلیل شے کا شکر ادا نہ کیا وہ کثیر نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اور جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا تذکرہ کرنا شکر ہے اور اسے چھوڑ دینا ناشکری ہے اور جماعت رحمت ہے۔ (1)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جس نے (کپڑا پہن کر) بوسیدہ کر دیا، پھر اس کا ذکر کیا تو یقیناً اس نے شکر ادا کیا اور اگر اس نے اسے چھپایا تو یقیناً اس نے ناشکری کی۔ اور جس نے اپنے آپ کو ایسی چیزوں کے ساتھ آراستہ کیا جو اسے عطا نہیں کی گئیں تو وہ جھوٹا لباس پہننے والے کی طرح ہے۔

امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جسے کچھ عطیہ دیا گیا اور اس نے اسے پالیا تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے بارے آگاہ کرے۔ اور اگر وہ نہ پائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے بارے تعریف کرے اور جس نے اس کی تعریف کی تحقیق اس نے اس کا شکر ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا یقیناً اس نے ناشکری کی۔

امام احمد، طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر احسان کیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا بدلہ دے۔ اور اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا ذکر کرے۔ کیونکہ جس نے اس کا ذکر کیا یقیناً اس نے شکر ادا کیا۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر احسان کیا جائے تو اسے اس کا بدلہ دینا چاہیے۔ اور اگر وہ استطاعت نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا ذکر کرے۔ کیونکہ جس نے اس کا ذکر کیا یقیناً اس نے اس کا شکر ادا کیا۔ (3)

امام سعید بن منصور نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بلاشبہ نعمت کا ذکر کرنا شکر ہے۔

بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کثرت سے اس نعمت کا ذکر کر کیونکہ نعمت کا ذکر کرنا شکر ہے۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت الجریری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بے شک نعمتوں کو شمار کرنا، گننا بھی شکر میں سے ہے۔ (5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن سعید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ کہا جاتا ہے نعمتوں کا شمار کرنا شکر ہے۔ (6)

عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نعمت کے شکر میں سے اسے عام کرنا بھی ہے۔ (7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے: نعمت کا شکر یہ ہے کہ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 516 (9119)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 515 (9113)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 515 (9111)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 102 (4421)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 110 (4453)
6۔ ایضاً (4454)
7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 136 (4572)

اس کا تذکرہ کیا جائے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی الحواری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت سفیان بن عیینہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں ایک رات صبح تک بیٹھے نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان بھی فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس نعمت سے بھی نوازا ہے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوالاسود دؤلی اور زاذان کندی رحمہما اللہ دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمیں اپنے اصحاب کے بارے بتائیے۔تو آپ نے ان کی مناقب بیان کیں۔ہم نے عرض کی: آپ اپنے بارے میں بھی کچھ بتائیے۔تو آپ نے فرمایا: رک جاؤ۔اللہ تعالیٰ نے تزکیہ (اپنی برأت اور پاکیزگی بیان کرنے) سے منع فرمایا ہے۔تو کسی آدمی نے آپ سے کہا: اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ فرمایا: میں اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرتا ہوں۔قسم بخدا! جب بھی میں مانگتا ہوں مجھے عطا کر دیا جاتا ہے اور جب میں خاموش ہو جاتا ہوں تو مجھے پہلے عطا کیا جاتا ہے۔(3)

1۔شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 127 (4534)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 110 (4452)

3۔مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 248 (14941)، دارالفکر بیروت